وہ عطا دے، تم عطا لو وہ وہی چاہے، جو چاہو

(از: اعلیٰ حضرت)

خدا چاہتا ہے

رضائے محمد ﷺ

www.Markazahlesunnat.com

مناظر اہل سنت حضرت علامہ عبد الستار ہمدانی مصروف برکاتی نوری

مرکز أهل السنة برکات رضا

شارع امام احمد رضا، فوربندر-(غوجرات-الهند)

وہ عطا دے ، تم عطا لو

وہ وہی چاہے ، جو چاہو

(از:اعلیٰ حضرت)

☆ کیا رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا؟

☆ خانہ کعبہ کس کے چاہنے سے قبلہ بنا ہے؟

☆ رسول کے چاہنے کے معاملہ میں منافقین زمانہ کا متضاد عقیدہ کیا ہے؟

☆ تفصیلی معلومات کے لیے ضرور مطالعہ فرمائیں:

خدا چاہتا ہے

مصنف

علامہ عبدالستار ہمدانی ''مصروفؔ''

برکاتی، نوری

ناشر

مرکز اہل سنت برکات رضا

امام احمد رضا روڈ، میمن واڈ، پور بندر۔ گجرات

جملہ حقوق محفوظ

نام کتاب: خدا چاہتا ہے **رضائے محمد** ﷺ

تصنیف : علامہ عبدالستار ہمدانی

تائثر : مفتی آل مصطفیٰ قادری رضوی

استاذ دارالعلوم غوث اعظم، پور بندر، گجرات

تمہید : نعمان اعظمی الازہری

کتابت : ارشد علی جیلانی و محمد معین

ناشر : مرکز اہل سنت برکات رضا

باراول : ۲۷؍جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ مطابق جولائی ۲۰۰۵ء

ملنے کے پتے

☆ فاروقیہ بک ڈپو، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی

☆ مکتبہ امجدیہ، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی

☆ البرکات گرافکس، مٹیا محل، جامع مسجد۔ دہلی

قَدۡ نَرَىٰ تَقَلُّبَ وَجۡهِكَ
فِى السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبۡلَةً
تَرۡضٰهَا فَوَلِّ وَجۡهَكَ شَطۡرَ
المَسۡجِدِ الحَرَام

اھداء

امت مسلمہ کے ان انصاف پسندوں کے نام...

☆ جو حق کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔

☆ جن پر حق واضح ہونے کے بعد اپنے پرانے موقف سے عدول میں تردد نہیں

اور

☆ جو ہمیشہ حق کا ساتھ دیتے ہیں، گرچہ فیصلہ ان کے اپنے نفس کے خلاف ہو۔

(ہمدانی)

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

الحمد اللہ! مناظر اہل سنت علامہ عبدالستار ہمدانی صاحب قبلہ نوری برکاتی (جزاہ اللہ خیرالجزاء علی ماقدم للاسلام والمسلمین) کی ذات دنیائے سنیت میں اس وقت محتاج تعارف نہیں بلکہ اہل نجد ودیوبند بھی انھیں خوب جانتے پہچانتے ہیں۔

آپ کی شہرت کا یہ روزافزوں فضل فی سبیل اللہ زبان وقلم کی سعی مشکور سے حاصل ہوا ہے۔ آپ کے قلم سے اب تک چھوٹی، بڑی سو سے زائد کتابیں منظر عام پر آکر خواص وعوام میں بلند مقام حاصل کرچکی ہیں اور باطل شکن تقریروں کا تو کچھ شمار ہی نہیں۔ گوناگوں گھریلومصروفیات، ملی قومی ذمہ داریاں اور آئے دن تبلیغی دورے کے باوجود ان کے تصنیف وتالیف کا ذوق جنوں کسی طرح کچھ نہ کچھ آپ سے لکھواہی لیتا ہے۔ اور پھرنوک قلم سے ایسی تحریرصفحۂ قرطاس پرابھرتی ہے جو حضرت والا کی اولوالعزمی ،تعقل پسندی، بلندی حوصلگی اور جذباتیت کا مرقع ہوتے ہوئے اثرانگیزی اوردل پزیری سے بھی پرہوتی ہے۔

زیرنظرکتاب بھی انھیں اوصاف کا ملاجلا اثر لئے حضرت کا فاضلانہ محققانہ قلمی شاہکار ہے۔ آپ چونکہ میدان خطابت کے بھی ایک عظیم شہسوار ہیں اس لیے آپ کی تحریروں میں بھی خطابت کی شان جھلکتی ہے اور خطیبانہ گھن گرج نظرآتی ہے۔ اور ردفرقہائے باطلہ جوآپ کا خاص فن ہے بڑے اچھوتے انداز میں جگہ جگہ پایا جاتا ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کی چاہت کے صدقے میں آپ کی ذات سے اہل سنت و جماعت کو خوب خوب فیضیاب فرماتا رہے اور یہ فیض بخش سایہ تادیر قائم رکھے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه سید نا محمد وعلی آله وصحبه أجمعين۔

آل مصطفیٰ قادری رضوی
خادم الطلبہ دارالعلوم غوث اعظم
پور بندر، گجرات
۲۸/ جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ

تمہید

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلی علی رسوله الکريم

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا: ''**وَمَا أٰتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا**''(سورۃ الحشر، آیت ۷) اور رسول جو تمھیں عطا کریں اسے لےلو اور جس چیز سے روکیں اس سے باز رہو۔ اور دوسری جگہ یوں ارشاد فرمایا: ''**وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ**'' (سورۃ النساء، آیت ۶۴) اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے اس کی پیروی کی جائے، قرآن پاک کے اس حتمی بیان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نافذ کردہ اوامر ونواہی کے لینے یا نہ لینے میں کسی طرح کا کوئی تردد یا شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ بلکہ صاف ظاہر ہو گیا کہ شریعت وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں عطا کی، قانون اسلام وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمادیئے۔ دستور العمل وہی ہے جس پہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی ظاہری حیات پاک میں عمل کر کے اپنی امت کے لیے نمونہ چھوڑا۔

اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد چودھویں صدی ہجری میں پیدا ہونے والا ماہر اسلامیات اور امت مسلمہ میں سے ہونے کا دعوی کرنے والا کوئی عقلمند یہ کہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' تو بلا شبہ اس کا ایمان غارت ہے کیونکہ اس کی اساس دین سلامت ہی نہ رہی۔

''جہان کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے'' اگر صرف یہی جملہ قلم بند ہوتا تو راقم کا مدعیٰ حاصل تھا، نیز ایمان بھی سلامت ہوتا اور نصف صدی سے زائد عرصہ سے اہل ایمان واسلام

اور وفا کیش مسلمانوں کی طرف سے ہونے والا احتجاج بھی نہ ہوتا۔ مگر اسی جملہ سے دوسرا جملہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' جوڑ کر صاحب قلم نے اپنے دل کی ساری سیاہی کاغذ پر بکھیر دی اور اپنے خاردار نوک قلم سے وفادار نبی کے سینوں میں جو زخم لگایا، اس کے ردعمل میں اس جیسے ہزاروں کتابچے معرض وجود میں آنا کوئی تعجب خیز حادثہ نہیں۔ وفادار نبی جب جب ان ناپاک تحریروں کی ٹیس اپنے دل میں محسوس کرے ہے اس کا قلم جنبش میں آجاتا ہے۔ اس کی زبان دفاع عظمت رسول میں چلنے لگتی ہے۔ پھر اپنے رسول کی عظمت کے دفاع میں استعمال ہونے والی ہر زبان وقلم قابل معافی ہے گرچہ اس سے کسی کی دل آزاری کیوں نہ ہو جائے۔ کیونکہ وہ بہر حال اپنے رسول مقبول کی سچی محبت کے تحت مجبور ہے پھر اس پر یہ الزام تراشی خلاف انصاف ہے کہ اہل ایمان کو برا بھلا کہا جاتا ہے۔ امت مسلمہ میں کسی فرد کو برا بھلا ہرگز نہیں کہا جا سکتا تا آنکہ وہ اس کا سزاوار ہو، علماء دیوبند کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر ہم کیوں مجبور ہیں؟

اس لئے کہ انھوں نے منصب رسالت ونبوت پر حملہ کیا ہے۔ اپنے ذاتی دشمن کو تو انسان ایک مرتبہ جی بھر کر گالیاں دے کر تھک جاتا ہے اور پھر پوری عمر اس کی طرف اپنا رخ نہیں کرتا، نہ اس سے رشتہ ناطہ رکھتا ہے۔ مگر علماء دیوبند سے ہماری کوئی ذاتی رنجش نہیں کہ ہم ایک مرتبہ ان کا رد کر کے خاموش ہو جائیں، بلکہ جب تک ہم رشتۂ اسلام وایمان سے منسلک ہیں ان کا رد کرنا ہی ہمارا ان سے ایک طرح کا گہرا رشتہ ہے۔ پھر صاحب ''زلزلہ'' مصنف ''خون کے آنسو'' اور ''کہی ان کہی'' یا ''دھماکہ'' کے مصنف پر بلاوجہ ظلم وستم اور دشنام طرازیوں کا الزام نہیں رکھنا چاہیے۔ بلکہ اپنے قہر وغضب کا خمار ہی نکالنا ہے تو پہلے اپنے ان گروگھنٹالوں کی قبروں پر نکالو جو رسول دشمنی کو محض اپنے دل ودماغ تک محدود نہ رکھ کر کتابوں کی شکل میں ریکارڈ کر گئے۔ اور آج انھیں دینی پیشوامان کر ان کی غیر اسلامی عبارتوں کی جھوٹی تاویلیں کر کے ایک بڑی جماعت امت مسلمہ کے بھولے بھالے مسلمانوں کو بہکا کر امت میں انتشار پیدا کر رہی ہے۔ پھر بھی ہم خاموش رہیں؟

زیرنظر کتاب، اسی سلسلہ رد وہابیہ نجدیہ کی ایک اہم کڑی سمجھیے، جو اپنے موضوع اور فکر کے اعتبار سے بالکل نئی اور انوکھی ہے اور جس کے مطالعہ کے بعد اگر آپ اپنے ضمیر سے فیصلہ چاہیں تو مجھے سو فیصد یقین ہے کہ وہ مصنف ''رضائے محمد'' کے حق میں ہوگا، عقل وخرد کے ترازو میں دونوں جملوں کو رکھیئے:

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔ ''چاہا ہوا بڑے میاں (حاجی امداداللہ) ہی کا ہوا''

اس عبارت کو کسی ذی شعور غیر مسلم کے سامنے رکھا جائے تو وہ یہی کہے گا کہ بلاشبہ جس کا چاہا ہوا ہوتا ہے وہی بڑا ہے، پھر آپ کے نزدیک (معاذ اللہ) کیا رسول کی حیثیت حاجی امداداللہ مہاجر مکی اتنی بھی نہیں؟ اور کیا حاجی امداداللہ مہاجر مکی صاحب کی شخصیت اتنی بااثر اور بارگاہ خداوندی میں اتنی مقبول تھی کہ اس مقام تک رسول بھی نہ پہنچ سکا؟

اس کتاب میں تحویل قبلہ کے متعلق اٹھائے گئے موضوع کے ضمن میں رد وہابیت اس لئے ہوگیا کہ قبلہ اول سے عدول بہر حال رسول کے چاہنے سے ہوا۔ اور وہابی نجدی کا عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ البتہ ان کے اپنے بزرگوں کے چاہنے سے تو دنیا ادھر ادھر ہو سکتی ہے۔

اس کتاب کے فاضل مصنف علامہ عبدالستار ہمدانی نوری، برکاتی (حفظہ اللہ) اہل سنت و جماعت کے ان سرخیل علماء میں سے ہیں جو باطل پرستوں کا رد، گمراہوں کی سرکوبی اور اسلام دشمنوں طاقتوں کا منھ توڑ جواب دینے کے لیے ہمہ وقت کمر بستہ رہتے ہیں۔ اور اس سلسلہ میں وہ اپنے کسی حلیف یا حریف کی قطعاً پرواہ نہیں کرتے، وہ حق کی حمایت میں آواز بلند کرنے میں بڑی بے باک طبیعت کے مالک ہیں۔

مرکزی ذریعہ معاش تجارت ہونے کے باوجود موصوف تعلیم وتعلم کے لئے اتنا زیادہ وقت نکال لیتے ہیں کہ حیرت ہوتی ہے۔ اب تک مطبوع وغیر مطبوع کتابوں ورسالوں کی تعداد سو سے

متجاوز ہے۔ وللہ الحمد۔

یاد رہے کہ میں اس وقت موصوف کی تعریف لکھنے نہیں بیٹھا ہوں، مگر یہ چند سطریں جو ثبت ہوئیں یہ حقیقت کا برملا اعتراف ہے۔ ان کی تعریف نہیں، بلکہ ان کے تعارف میں تو مجھے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ وہ رضویات کے ماہر ہونے کے ساتھ دیوبندیات کے ماسٹر ہیں۔ اور جن پر خانوادہ برکات مارہرہ مطہرہ اور سیدی اعلی حضرت فاضل بریلوی کے فیضان کا بادل جھوم جھوم کر برستا ہے۔

اخیر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو گم گشتہ راہوں کے لئے مشعل ہدایت بنائے، اور ہمیں حق بولنے اور سننے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ اور اس کے مصنف کو اجر جزیل عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلى اللهم على سيدنا محمد وآله وأصحابه وأهل بيته أجمعين.

طالب دعا
نعمان اعظمی الازہری
خادم مرکز اہل سنت برکات رضا
یکم جمادی الثانیہ ۱۴۲۶ھ

اللـه رب محمد صلى عليه وسلما☆نحن عباد محمد صلى عليه وسلما

الحمد الله الذى جعل الكعبة قبلة لرضاء حبيبه و أمر أن نصلى شطر الكعبة وصلى الله تعالىٰ دائما أبدا على النبى الكريم الحبيب الأعظم الذى جعل الكعبة قبلة له، كانت أحب اليه من غيرها بحسب ميل الطبع حتى جعله الله القبلة الكعبة

اسلام کا قبلہ

نماز اسلام کا اہم رکن ہے، نماز کی ادائیگی کے لیے چند شرائط ہیں، اور اس کے کچھ فرائض و واجبات وسنن ومستحبات متعین ہیں۔ ان سب میں شرائط کی بہت ہی اہمیت ہے۔ شرائط کی غیر موجودگی میں نماز قائم یعنی شروع ہی نہیں ہوگی، شرائط نماز میں سے ایک شرط ''استقبال قبلہ'' بھی ہے۔ یعنی قبلہ کی طرف رخ (چہرہ) کرنا۔ لہذا خانہ کعبہ جو ہمارا قبلہ ہے، اس کی طرف منھ کر کے ہم نماز پڑھتے ہیں۔ خانہ کعبہ سے انحراف یعنی پھر جانے کی صورت میں نماز قائم ہی نہیں ہوگی۔

ابوالبشر سیدنا آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ تک خانہ کعبہ قبلہ رہا۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ سے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہما الصلاۃ والسلام تک بیت المقدس قبلہ رہا اور حضرت عیسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام سے حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک بھی بیت المقدس قبلہ رہا۔ اسلام کے ابتدائی دور یعنی ہجرت شریف کے ایک سال، پانچ ماہ، اور پندرہ دن یعنی ساڑھے سترہ مہینے تک بیت المقدس قبلہ رہا۔ (حوالہ: تفسیر نعیمی، جلد ۲، ص ۵)

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیت المقدس کے مقابلہ خانہ کعبہ شریف سے زیادہ محبت، رغبت اور اس کی طرف زیادہ میلان تھا۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس کے

بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا چاہتے تھے۔ خانہ کعبہ قبلہ بنے یہ آپ کی دلی خواہش تھی۔ آپ اپنی خواہش قلبی کے پورا ہونے کی اپنے رب کریم سے تمنا کرتے تھے اور اس امید میں کہ آپ کی خواہش کی تکمیل اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی فرمائے گا، لہذا اس خیال میں آپ بار بار آسمان کی طرف نگاہیں اٹھا کر نزول وحی کا انتظار فرماتے تھے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وحی کے انتظار میں بار بار آسمان کی جانب اپنا چہرہ اقدس اٹھانا اتنا پسند آیا کہ آپ کی اس ادائے ناز کا ذکر اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں اس طرح فرمایا:

''**قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِى السَّمَآءِ**'' (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: ہم دیکھ رہے ہیں، بار بار تمھارا آسمان کی طرف منھ کرنا۔ (کنز الایمان)

سبحان اللہ! حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان محبوبیت کے ارفع واعلیٰ ہونے کا اس آیت سے پتہ چلتا ہے۔ آپ کا آسمان کی طرف متوجہ ہونا بھی رب تبارک وتعالیٰ کو پسند آیا یہاں تک کہ آپ کی اس ادائے ناز کو پہلے بیان فرمایا اور بعد میں یہ ارشاد باری ہوا:

''**فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا**'' (سورۃ البقرۃ، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: تو ضرور ہم پھیر دیں گے، اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے۔ (کنز الایمان)

تحویل قبلہ کا واقعہ ہجرت کے ایک سال ساڑھے پانچ مہینہ کے بعد ۱۵/رجب، بروز پیر مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز کے دوران پیش آیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو رکعتیں بیت المقدس کی جانب پڑھا دی تھیں اور ''**قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ**'' (الآیۃ) نازل ہوئی۔ آپ فوراً حالت نماز میں مع صحابہ کرام کعبہ کی جانب پھر گئے۔ یہ نماز ''نماز قبلتین'' ہوئی۔ اور مسجد ''جامع قبلتین'' ہوئی۔ اس مسجد میں جنوباً اور شمالاً دو محرابیں ہیں۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے۔ اس مسجد کو ''مسجد ذوالقبلتین'' بھی کہتے ہیں۔ (تفسیر نعیمی، جلد ۲، ص ۶)

خلاصہ کلام یہ کہ آیت کریمہ ''فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا '' میں پختہ وعدہ تھا کہ اے محبوب تمھیں ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو تم چاہتے ہو۔ یعنی جس قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کی تمھاری مرضی اور خوشی ہے، اس قبلہ کی طرف یعنی مسجد حرام خانہ کعبہ شریف کی طرف تمھیں ہم ضرور موڑ (پھیر) دیں گے۔ یہ ایک وعدہ تھا جو رب کریم نے اپنے محبوب اکرم سے فرمایا۔ یہ وعدہ محبوب کی مرضی، خوشی اور محبوب کا چاہا ہوا پورا کرنے کے لیے کیا گیا۔ یہ وعدہ مطلق تھا۔ اس وعدہ کی تکمیل کا وقت اور مقام ذکر نہیں فرمایا گیا، کہ کب اور کہاں یہ وعدہ پورا کیا جائے گا؟ ابھی یا بعد میں؟ اسی مقام پر یا کہیں اور؟ اس بات کی بالکل وضاحت نہیں فرمائی گئی۔ بلکہ ایک مطلق وعدہ فرمایا گیا کہ اے محبوب! تم جو چاہتے ہو، ہم ضرور پورا فرمائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش پوری کرنے میں کیسا فضل وکرم فرماتا ہے، حدیث شریف کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں:

حدیث: ''**عن عائشة... قلت یا رسول الله: ما أری ربك الا یسارع فی هواك**'' رواه أبو سعید المودب و محمد بن بشرو عبدة عن هشام عن أبیه عن عائشة۔

(بخاری شریف، جلد ثانی، **کتاب النکاح، باب هل للمرأة أن تهب نفسها لأحد** ٧٦٦، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی)

ترجمہ: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر یہ کہ حضور کی خواہش میں جلدی اور شتابی کرتا ہوا۔

حدیث: ''**عن عائشة قالت قلت والله ماأری ربك الا یسارع لك فی هواك**''۔

(مسلم شریف جلد اول، **کتاب الرضاع، باب جواز هبتها نوبتها لضرتها**، ص ٤٧٣، مطبوعہ رضا اکیڈمی، بمبئی)

ترجمة: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی کہ خدا کی قسم! میں حضور کے رب کو نہیں دیکھتی مگر یہ کہ حضور کے لیے حضور کی خواہش پوری کرنے میں جلدی فرماتا ہے۔

مذکورہ دونوں احادیث کریمہ کو امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا محقق بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اپنی کتاب مستطاب ''الامن والعلی لناعتی المصطفی''، میں نقل فرمائی ہے۔

مندرجہ بالا دونوں احادیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اکرم واعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آرزو اور تمنا بہت جلدی پوری فرماتا ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنانے کی خواہش اور تمنا فرمائی، اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی خواہش پوری کرنے کا وعدہ فرمایا، جیسا کہ آیت کریمہ ''**فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا**'' کہ ہم ضرور تمھیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو تم چاہتے ہو۔ یہ وعدہ فرمانے کے ساتھ ساتھ وعدہ پورا فرماتے ہوئے متصل آیت کریمہ نازل فرمائی:

''**فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَام**'' (سورۃ البقرہ، آیت ۱۴۴)

ترجمہ: ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ کے نازل ہوتے ہی حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حالت نماز میں ہی بیت المقدس سے خانۂ کعبہ شریف کی طرف پھر گئے۔ دو رکعت نماز ظہر آپ نے مع جماعت صحابہ مسجد اقصیٰ کی طرف منھ کر کے ادا فرمائی تھی اور یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آپ نماز کی حالت میں مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام کی طرف پھر گئے اور باقی دو رکعت نماز مسجد حرام یعنی خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے ادا فرمائی۔ رب کریم جل جلالہ کا اپنے محبوب اعظم واکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عظیم فضل وکرم ہے کہ محبوب نے جو چاہا، رب نے فوراً پورا فرما دیا۔ محبوب نے خانۂ کعبہ شریف کو قبلہ بنانا چاہا۔ رب نے فوراً پورا فرما دیا۔ بلکہ محبوب کی خواہش اور اس خواہش کا انداز ظہور، یعنی

بار بار آسمان کی طرف رخ زیبا اٹھا کر دیکھنا بھی اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اس کا ذکر قرآن مجید میں فرما دیا۔ محبوب کے قلب کے اطمینان کے لیے پہلے محبوب سے خواہش کی تکمیل کرنے کا وعدہ فرمایا اور پھر وعدہ کے ساتھ ساتھ فوراً ہی محبوب کی خواہش پوری فرمادی۔

محبوب کا چاہا ہوا رب نے پورا فرما دیا

''فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا'' کی صحیح تفسیر میں ملت اسلامیہ کی معتبر، معتمد اور مستند تفاسیر کے حوالے پیش خدمت ہیں:

(۱) تفسیر جلالین شریف، از امام اجل، رئیس المفسرین حضرت علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ والرضوان المتوفی ۹۱۱ھ، مطبوعہ، دار الفکر، لبنان، بیروت، ص ۴۴ پر ہے:

''(فَلَنُوَلِّيَنَّكَ) نحولينك (قِبْلَةً تَرْضٰهَا) تحبها''۔

ترجمہ: (ہم ضرور پھیر دیں گے آپ کو) ہم موڑ دیں گے آپ کو (اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے) جو تم چاہتے ہو۔

(۲) مواہب الرحمٰن فی تفسیر القرآن للشیخ عبدالکریم محمد المدرس، مطبوعہ دار الحریۃ، بغداد شریف، جلد اول، ص ۲۸۴ پر ہے:

''وقوله تعالٰى: (فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا) أى فلنو جهنك الى قبلة أنت ترضاها وهى الكعبة الشريفة''۔

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد (تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے) یعنی ہم ضرور تمھیں متوجہ کر دیں گے اس قبلہ کی طرف جو تم چاہتے ہو اور وہ کعبہ شریف ہے۔

(۳) تفسیر کبیر، از امام جلیل علامہ فخر الدین رازی، علیہ الرحمۃ والرضوان، المتوفی ۶۰۴ھ، مطبوعہ دار الفکر، بیروت، جلد چہارم، ص ۱۲۴ پر ہے:

''قوله: (تَرْضٰهَا) فیہ وجوہ أحدها ترضها أی تحبها و تمیل الیها، لأن الکعبة کانت أحب الیه من غیرها بحسب میل الطبع۔''

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا ارشاد (جس میں تمھاری خوشی ہے) میں چند وجوہ ہیں ان میں سے ایک (تمھاری خوشی ہے) یعنی تم چاہتے ہو اور تم مائل ہوئے اس کی طرف، اس لیے کہ خانہ کعبہ زیادہ محبوب تھا آپ کو بمقابل دوسرے قبلہ کے اور یہ طبیعت کا میلان تھا۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے صاف ثابت ہوا کہ حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا چاہتے تھے، اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشی، مرضی، خواہش اور آپ کے چاہنے کی وجہ سے ہی خانۂ کعبہ قبلہ بنا۔ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے کی وجہ سے خانہ کعبہ کو قبلہ بنائے جانے کا ذکر قرآن مجید میں تفصیل وصراحت کے ساتھ ہونے میں کیا حکمت خداوندی ہے؟ اس جانب قارئین کرام کی توجہ مرکوز کرانے کی غرض سے ایک اہم نکتہ پیش خدمت ہے:

اہم نکتہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیشمار احکام نازل فرمائے ہیں۔ امر ونہی، حلال وحرام اور دیگر احکامات جو شریعت محمدی یا قانون شریعت کے نام سے موسوم ہیں۔ ان میں سے بعض کی فرضیت یا حلت وحرمت قرآن سے ثابت ہے اور بعض کی احادث کریمہ سے۔ یہ تمام اسلامی قوانین بظاہر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس زبان فیض ترجمان سے صادر ہوئے ہیں۔ لیکن درحقیقت وہ تمام کے تمام من جانب اللہ ہیں یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نافذ فرمائے گئے ہیں۔ اس پر قرآن شاہد ہے ''**وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوَیٰ، اِنْ ھُوَاِلَّا وَحْیٌ یُّوْحَی**'' کہ یہ رسول اپنی طرف سے کچھ نہیں بولتا، وہ جو کچھ فرماتا ہے وحی الٰہی ہوتا ہے۔ اور ان تمام قوانین کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو اللہ کے حکم کی حیثیت سے پہنچایا۔

مثلاً: اللہ کا حکم ہے

☆ نماز پڑھو ''أَقِيْمُوْا الصَّلٰوةَ''

☆ زکاۃ ادا کرو ''وَأٰتُوْا الزَّكٰوةَ''

☆ رمضان کے روزے رکھو ''فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ''

☆ حج ادا کرو ''وَأَتِمُّوْا الحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ''

☆ شراب پینا حرام ہے ''اِنَّمَا الخَمْرُوَالْمَيْسِرُ وَالأَنْصَابُ وَالأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ..''

☆ سود کھانا حرام ہے ''وَأَحَلَّ اللّٰهُ البَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰى..''

☆ چوری کرنا حرام ہے ''اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا..''

☆ زنا کرنا حرام ہے ''وَلَا تَقْرَبُوْا الزِّنَا..''

☆ خیرات کرو ''يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا أَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَاكُمْ''

☆ گناہوں سے بچو ''وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ..''

☆ غریبوں، یتیموں کی مدد کرو ''وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَذِیْ الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسَاكِيْنِ''

☆ ماں باپ کی خدمت کرو۔ (وغیرہ) ''وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا..''

اسی طرح اگر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمادیتے کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اب بجائے بیت المقدس کے خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھو۔ آپ کا صرف اتنا فرما دینا ہی امت کے لئے

کافی تھا۔اور خانہ کعبہ قبلہ بن جاتا،لیکن اس معاملہ کا قرآن مجید میں اتنا تفصیل سے ذکر آنا اور حالت نماز میں ہی بیت المقدس سے انحراف کر کے خانہ کعبہ کی طرف متوجہ ہو جانا،اس میں کیا حکمت ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ علیم وخبیر ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ جانتا تھا کہ قریب قیامت میرے محبوب کی امت میں ہی کچھ لوگ ایسے پیدا ہوں گے جو یہ کہیں گے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''اور حضور کے وسیلہ کی ضرورت نہیں وغیرہ وغیرہ۔

تحویل قبلہ کا واقعہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کر کے بارگاہ رسالت میں ان فاسد اور گمراہ کن اعتقاد رکھنے والے منافقین کا رد بلیغ فرمایا گیا ہے کہ:

☆ خانہ کعبہ کو قبلہ بننے کا شرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے ملا۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاہا تو خانہ کعبہ قبلہ بنا۔

☆ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں،ان کا رب ضرور اس کو پورا فرماتا ہے۔

☆ رسول کے چاہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔

الحاصل!اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خواہش تحویل قبلہ کا ذکر قرآن مجید میں نہ کیا جاتا اور صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم سنا دیتے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اب خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھو۔تو اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ارفع واعلیٰ شان محبوبیت کا اظہار نہ ہوتا اور نہ ہی لوگوں کو پتہ چلتا کہ حضور کے چاہنے سے ہی خانہ کعبہ قبلہ بنا ہے۔بلکہ لوگ تو یہی سمجھتے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دیگر احکام نازل فرمائے ہیں،اسی طرح خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنے کا حکم بھی نازل فرمایا ہے۔لیکن یہاں حکم نافذ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان عظمت اور بارگاہ خداوندی میں مقبولیت ومحبوبیت کا اظہار فرمانا بھی مقصود تھا۔

ذرا سوچیے!کیا تحویل قبلہ یعنی قبلہ تبدیل کرنے کا معاملہ اتنا سنگین تھا کہ اس کا حکم نازل

کرنے میں تاخیر کرنے سے یا نفاذ حکم کے بعد اس پر عمل کرنے میں ذرا دیر ہونے میں بہت سی جانوں کے ضائع ہونے کا خدشہ یا کسی قسم کے دوسرے عظیم نقصان یا خسارے کا اندیشہ تھا؟ ہرگز نہیں! مگر پھر بھی تحویل قبلہ کے معاملہ میں عین حالت نماز میں وحی کا نازل ہونا اور حالت نماز ہی میں اس حکم پر عمل کرنا، بہت سے اسرار و رموز لیے ہوئے ہے۔ اگر تحویل قبلہ کا حکم ظہر کی نماز ختم ہونے کے بعد نازل ہوتا اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اعلان فرما دیتے کہ میرے رب نے مجھ پر وحی بھیج کر بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ کو قبلہ مقرر فرمایا ہے۔ لہذا اب ہم عصر کی نماز خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے پڑھیں گے۔ اس میں بظاہر کوئی نقصان نہ تھا۔ معمولی سی تاخیر میں کوئی حرج نہ تھا۔ مگر مشیت ایزدی کو اتنی تاخیر بھی منظور نہ تھی۔ محبوب اکرم جو چاہیں اس کی تکمیل میں معمولی سی تاخیر بھی منظور نہیں۔ لہذا رب تبارک وتعالیٰ نے حالت نماز میں ہی وحی نازل فرمائی اور پہلے محبوب کا چاہا ہوا پورا کرنے کا وعدہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''**فَلَـنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا**'' یعنی ہم تمھیں ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جس میں تمھاری خوشی ہے۔ قرآن مجید کے انداز بیان کی عظمت اور دلکشی ملاحظہ فرمائیں کہ لفظ ''**فَلَنُوَلِّيَنَّكَ**'' میں حرف فا کے بعد حرف لام کا استعمال فرمایا گیا ہے۔ عربی قواعد کی اصطلاح میں یہ لام تاکید کا ہے اور اس لام تاکید کے ذریعہ جملہ کو موکد بنایا گیا ہے۔ جس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ہم جو وعدہ تم سے کر رہے ہیں اسے ضرور پورا فرمائیں گے۔ حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات سے وعدہ خلافی کا کوئی امکان ہی نہیں۔ پھر بھی اسلوب تاکید کا استعمال فرما کر وعدہ کی تکمیل کا یقین دلایا جا رہا ہے۔ یعنی محبوب کی تسلی فرمائی جا رہی ہے۔ اور ایسی شان وشوکت سے فرمائی جا رہی ہے کہ حالت نماز میں ہی وعدہ پورا فرمایا جا رہا ہے، بلکہ اس پر عمل بھی حالت نماز میں ہی شروع کر دینے کا حکم بھی دیا جا رہا ہے۔

''**فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ**'' یعنی ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔

جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ اے محبوب! ہم تمھاری چاہت پورا کرنے کو اتنی زیادہ اہمیت سے نوازتے ہیں کہ نماز جو خالص میری رضا مندی کے لیے پڑھی جاتی ہے اور بندہ اپنی تمام توجہات دنیا و مافیہا سے ہٹا کر اپنے رب کریم کی طرف مرکوز کر کے خشوع وخضوع کے ساتھ اپنے رب یعنی میری طرف ہی متوجہ ہوتا ہے، ایسی سعادت بھری عبادت کے لمحوں میں بھی ہم تمھارا چاہا پورا فرما رہے ہیں۔ اگر چہ عمل کرنے میں تمھارا سینہ اصل (پرانے) قبلہ سے ہٹ جائے۔ صرف تمھارا ہی نہیں بلکہ تمھارے صحابہ کا سینہ بھی چاہے ہٹ جائے۔

قارئین کرام! ایک مسئلہ ضرور یاد رکھیں کہ نماز کے شرائط میں سے ایک شرط استقبال قبلہ ہے یعنی جتنی دیر تک نماز پڑھے اتنی دیر تک نمازی قبلہ کی طرف متوجہ رہے۔ اگر حالت نماز میں اس کا سینہ قبلہ کی سمت سے پھر گیا، تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور پھر سے ادا کرنی ہوگی۔ لیکن تحویل قبلہ کے واقعہ میں حضور اقدس رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز با جماعت کی حالت میں قبلہ یعنی بیت المقدس سے پھر گئے۔ نماز کی ابتداء کے وقت تو استقبال قبلہ یعنی بیت المقدس کی طرف منھ کی نیت تھی اور دو رکعت پڑھنے کے بعد اب نہ وہ نیت ہے، نہ اس نیت پر عمل۔ دو رکعت کے بعد اب اول نیت والے قبلہ سے انحراف ہے، لیکن نہ تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نماز میں کوئی فرق آیا اور نہ ہی کسی صحابی کی نماز فاسد ہوئی۔ بلکہ یہ نماز کامل اور بے مثال نماز کی حیثیت سے اسلامی تاریخ کے اوراق میں سنہری حروف سے منقش ہو گئی۔

ایک مزید وضاحت کرتے ہوئے عرض ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو وحی آتی تھی، اس کی کئی صورتیں ہیں۔ مثلاً:

(۱) گھنٹی کی آواز کے مانند۔ اس کو صلصلۃ الجرس کہتے ہیں یعنی گھنٹی کی آواز سنائی دیتی تھی اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی دوسرا اس کے کلمات و معانی کو نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اقسام وحی میں یہ قسم سب سے زیادہ سخت تھی۔

(۲) حضرت جبریل امین علیہ السلام کسی انسانی شکل میں آتے۔

(۳) حضرت جبریل امین علیہ السلام اپنی اصلی صورت میں آتے۔

(۴) حضرت جبریل امین علیہ السلام کسی بھی صورت میں سامنے آئے بغیر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب اطہر میں وحی القا کر دیتے۔

(۵) براہ راست اور بلا واسطہ اللہ تعالیٰ شرف ہم کلامی سے نوازتا۔

(۶) حق تعالیٰ کا آپ پر اس حالت میں وحی فرمانا کہ آپ عروج فوق عرش یعنی معراج میں تھے۔

(۷) حق تبارک وتعالیٰ کا حضور اقدس سے بے حجابانہ کلام فرمانا، کبھی کبھی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیند کی حالت میں رب تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوتے اور رب تبارک وتعالیٰ آپ سے کلام فرماتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ''**رأیت ربی فی أحسن صورۃ**'' یعنی میں نے اپنے رب کو احسن (سب سے اچھی) صورت میں دیکھا۔

(۸) کبھی کبھی حالت نماز میں وحی نازل ہوتی۔

نزول وحی کے مختلف اوقات ومقامات

- مکہ مکرمہ
- مدینہ منورہ
- غار حراء
- میدان منیٰ
- میدان جہاد
- رات میں
- دن میں
- سفر میں
- حضر میں
- سواری پر
- حالت نماز میں۔ وغیرہ

حالاں کہ قرآن مجید کی سورتیں مکہ اور مدنی صرف دو اقسام میں ہی بانٹ دی گئی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض مکی سورتوں کی کچھ آیتیں مدینہ منورہ میں نازل ہوئی ہیں اور بعض مدنی سورتوں کی کچھ آیتیں مکہ معظّمہ میں نازل ہوئی ہیں۔ اس بحث کو زیادہ طول نہ دیتے ہوئے صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ حالت نماز میں نزول وحی کا معاملہ بہت کم مرتبہ ہوا ہے۔ قرآن مجید کی وہ آیات جو حالت نماز میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ غالباً ان کا شمار دس آیات

سے متجاوز نہیں۔ صرف اور صرف اہم معاملہ کے تعلق سے اور تاخیر سے بچانے کے لئے ہی وہ آیات حالت نماز میں نازل فرمائی گئی ہیں۔

تحویل قبلہ کا معاملہ بظاہر ایسا نہ تھا جس میں دو رکعت نماز پوری کرنے اتنی تاخیر نقصان دہ ہوتی۔ کیونکہ ۱۵/رجب ۲ ھ کو مسجد بنی سلمہ میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ظہر کی نماز کی دو رکعتیں ادا فرما چکے تھے اور دو رکعتیں ہی باقی تھیں۔ اگر باقی دو رکعتیں پڑھ کر ظہر کی چاروں رکعتیں پوری کر لینے کے بعد تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوتی، تو اتنی تاخیر بظاہر کسی حرج کا سبب نہ بنتی کہ اتنی تاخیر کی وجہ سے دشمن چڑھ آیا اور حملہ کر دیا، یا کسی کی جان کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ اختتام نماز تک کی تاخیر میں بظاہر کوئی سبب نہیں تھا، لیکن یاد رہے کہ یہاں صرف کسی نقصان یا حرج کی بات نہ تھی بلکہ محبوب اکرم واعظم کی رضا اور خواہش کو پورا کرنے کا معاملہ تھا۔ محبوب جو چاہتا ہے، اسے پورا کرنا تھا۔ لہذا حالت نماز میں ہی وعدہ کی تکمیل فرمائی گئی اور نماز میں ہی تحویل قبلہ پر عمل درآمد کا حکم نازل فرمایا گیا۔

یہاں تک کی گفتگو سے ثابت ہوا کہ:

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے خانہ کعبہ قبلہ بنا۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو چاہتے ہیں اس کو اللہ تعالیٰ پورا فرماتا ہے، بلکہ جلدی پورا فرماتا ہے۔

☆ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو کچھ بھی چاہتے ہیں، وہ ہوتا ہے۔

اور اس حقیقت کو قیامت تک لوگوں کو باور کرانے کے لیے ہی اللہ تبارک وتعالی نے اپنے مقدس کلام قرآن مجید میں وضاحت کے ساتھ تحویل قبلہ کا واقعہ بیان فرمایا، تا کہ ہر قرآن مجید پڑھنے والا اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہو جائے کہ:

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دلی خواہش تھی کہ بیت المقدس کے بجائے خانہ کعبہ ہمارا قبلہ بنے اور اپنی اس آرزو اور تمنا کی تکمیل کے لیے آپ آسمان کی طرف بار بار اپنا چہرۂ اقدس

پھرا رہے تھے۔حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا چاہتے تھے،اسی لیے اللہ تبارک وتعالیٰ نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا منظور فرمایا،اپنے محبوب کو حالت نماز میں ہی بذریعہ وحی خوشخبری سنادی اور اسے فوراً پورا فرماتے ہوئے حالت نماز میں ہی بیت المقدس چھوڑ کر خانہ کعبہ کی طرف گھوم جانے کا حکم نازل فرمایا اور محبوب کا چاہا ہوا قبلہ مقرر فرمادیا۔

منافقین زمانہ کا حیرت انگیز عقیدہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے پر خانہ کعبہ کو قبلہ بنا دیا،یعنی خانہ کعبہ حضور کے چاہنے سے قبلہ بنا۔مگر دور حاضر کے منافقین ایسا فاسد عقیدہ رکھتے ہیں کہ سننے والا حیرت زدہ رہ جائے گا۔مثلاً:

☆ وہابی،دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے امام ومقتدا و نیز فرقہ غیر مقلدین کے قائد وپیشوا،مولوی اسماعیل دہلوی کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' ناشر دار السّلفیہ،بمبئی،ص ۹۵ اور ص ۹۶ پر ہے:

''جو اللہ کی شان ہے اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے،خواہ وہ کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی مقرب ہو۔مثلاً:یوں نہ بولے کہ اللہ اور رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا،کیونکہ جہان کا سارا کاروبار اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے۔رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔''

مندرجہ بالا عبارت میں امام المنافقین،مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف لفظوں میں ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' لکھ کر حضور اقدس،مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اختیارات وکمالات کا انکار کیا ہے۔(معاذ اللہ)

☆ وہابی،دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے حکیم الامت،مجدد النفاق،امام الضلالۃ مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ''بہشتی زیور'' ناشر ربانی بک ڈپو،دہلی،حصہ اول،''کفر اور شرک کی باتوں کا بیان'' عنوان کے تحت،صفحہ ۳۵ پر ہے:

''یوں کہنا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہے گا، تو فلاں کام ہوجائے گا۔''

(معاذ اللہ)

کچھ سمجھے آپ؟ اس جملہ میں مولوی اشرف علی تھانوی یہ کہنا چاہتے ہیں، کہ اگر کسی نے یہ عقیدہ رکھا کہ اللہ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاہیں گے تو فلاں کام ہوجائے گا تو ایسا عقیدہ رکھنے والا کافر یا پھر مشرک ہے۔ ایسا عقیدہ رکھنے والا دین اسلام سے خارج اور ایمان سے محروم ہوگیا، کیونکہ وہابی مذہب میں رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور رسول کے چاہنے سے کچھ ہوسکنے کا عقیدہ شرک ہے۔

قارئین کی عدالت میں استغاثہ

اوراق سابقہ میں آپ حضرات نے بالتفصیل ملاحظہ فرمایا کہ خانہ کعبہ شریف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے قبلہ بنا، قرآن مجید، پارہ ۲، سورۃ البقرہ کی آیت ۱۴۴ میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے ارشاد فرماتا ہے کہ ہم تمھیں ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جو تم چاہتے ہو۔ اور محبوب کا چاہا ہوا رب نے پورا فرماتے ہوئے خانہ کعبہ کو قبلہ بنادیا۔ بلکہ قرآن مجید کی تفاسیر اور کتب احادیث کی روشنی میں ہم سیرت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جائزہ لیں، تو ہمیں ایسے بہت سے مستند واقعات ملیں گے کہ جن میں بصراحت درج ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو کچھ چاہا، رب تبارک وتعالیٰ نے پورا فرمادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے بہت کچھ ہوا ہے بلکہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے سب کچھ ہوسکتا ہے۔

لیکن! منافقین زمانہ کا یہ کہنا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ حالانکہ قرآن و حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ رسول کے چاہنے سے سب کچھ ہوسکتا ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت خانہ کعبہ کا قبلہ مقرر ہونا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خانہ کعبہ کو قبلہ بنانا چاہتے تھے۔ لہذا اب دو باتیں سامنے آئیں:

اب آپ کس کی بات مانیں گے؟

☆ اللہ تعالیٰ کی یا منافقین زمانہ کی؟

☆ قرآن کی بات سچی ہے یا تقویۃ الایمان اور بہشتی زیور کی؟

ملت اسلامیہ کا بچہ بچہ اس حقیقت سے اچھی طرح آشنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بات ہی سچی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''وَمَنۡ أَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيۡثًا'' (سورۃ النساء، آیت ۸۷)

ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے۔ (کنز الایمان)

''وَمَنۡ أَصۡدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيۡلًا'' (سورۃ النساء، آیت ۱۲۲)

ترجمہ: اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔ (کنز الایمان)

اللہ کی بات سب سے زیادہ سچی ہے اور اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح فرمادیا کہ رسول اکرم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے کی وجہ سے ہی ہم نے خانہ کعبہ کو قبلہ بنادیا۔

لیکن! منافقین زمانہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' (تقویۃ الایمان) اور ایسا عقیدہ رکھنا کہ ''اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا'' کفر یا شرک ہے۔(بہشتی زیور)

اب ہم قارئین کرام کی عدالت سے انصاف کا مطالبہ کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ آپ خود اپنے ضمیر سے پوچھ کر غیر جانبدار ہو کر فیصلہ فرمائیں کہ منافقین زمانہ کا یہ عقیدہ کہاں تک صحیح ہے؟

منافقین زمانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟

جب منافقین زمانہ کا یہ عقیدہ ہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' اور اس حقیقت کا بھی قطعاً انکار نہیں کیا جا سکتا کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چاہنے سے ہی خانہ کعبہ قبلہ بنا

ہے۔اور منافقین زمانہ کا مزید یہ قول ہے کہ نبی کے چاہنے سے کچھ ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔
تو ہم ان منافقین زمانہ سے صرف اتنا ہی کہتے ہیں کہ تحویل قبلہ کے تعلق سے قرآن مجید میں جو بیان ہے،اسے تم مانتے ہو یا نہیں؟ آیت کریمہ ''**فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا**'' میں وارد لفظ ''**تَرْضَاهَا**'' (جو تم چاہتے ہو) سے صاف ثابت ہے کہ رسول کا چاہنا رب کو بھی منظور ہے۔ جس رسول کے چاہے ہوئے کو رب تبارک وتعالیٰ منظور فرما کر پورا فرماتا ہو،اس رسول سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔اور اس کی جیتی جاگتی مثال ملت اسلامیہ کا خانہ کعبہ شریف کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا ہے۔کیونکہ رسول کے چاہنے سے ہی خانہ کعبہ قبلہ بنا ہے۔

اگر منافقین زمانہ کے خیال خام اور زعم باطل میں رسول کے چاہنے سے کچھ ہو سکنے کا عقیدہ رکھنا کفر یا شرک ہے،تو بتایا جائے! قرآن نے ہمیں کیا عقیدہ دیا ہے؟ تحویل قبلہ کا ذکر قرآن مجید میں ہونے سے ہمیں کیا عقیدہ ملتا ہے؟ یہی نا کہ خانہ کعبہ رسول کے چاہنے سے قبلہ بنا ہے۔ جس کا صاف مطلب یہ ہوا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ ہو سکنے کا عقیدہ قرآنی عقیدہ ہے۔اور اس عقیدہ کو کفر اور شرک کہنے والا قرآن وسنت کے بیان کردہ عقیدہ کے خلاف کرتا ہے۔

حیرت اور تعجب اس بات پر ہے کہ جس عقیدہ کو منافقین زمانہ کفر اور شرک بتا رہے ہیں،عملاً اسی پہ کاربند بھی ہیں۔یعنی خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھ کر اس بات کا کھلے بندوں اعتراف بھی کرتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔اور اس کا ثبوت ہمارا خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا ہے۔کیونکہ رسول کے چاہنے ہی سے خانہ کعبہ قبلہ بنا ہے۔

اگر منافقین زمانہ اپنے اس عقیدہ میں سچے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور رسول کے چاہنے سے کچھ ہو سکنے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے تو یہ لوگ خانہ کعبہ کی طرف منھ کر کے نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ رسول کے چاہنے سے کچھ ہو سکنے کا عقیدہ اگر شرک ہے؟ تو خانہ کعبہ کا قبلہ ہونا، رسول کے چاہنے کا ہی نتیجہ ہے۔اور منافقین زمانہ کے فاسد عقیدہ کے مطابق یہ شرک ہے۔لہذا اگر

منافقین زمانہ اپنے عقیدے میں حق بجانب ہیں،تو انھیں خانہ کعبہ کے بجائے قبلہ سابق بیت المقدس کی طرف ہی منھ کر کے نماز پڑھنی چاہیے، کیونکہ اگر وہ لوگ خانہ کعبہ کو قبلہ تسلیم کرتے ہیں،تو گویا در پردہ رسول کے چاہنے سے کچھ بھی ہوسکتا ہے، کے عقیدے کی تائید اور اعتراف کرتے ہیں اور یہ عقیدہ ان کے مذہب کے خود ساختہ اصول کی بناء پر شرک ہے۔

الٹی ٹانگیں گلے پڑنا

منافقین زمانہ کا ہمیشہ یہی وتیرہ رہا ہے کہ جب انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی عظمت و رفعت کا معاملہ درپیش ہوتا ہے،تو وہ توحید کا علم بلند کر کے شرک کے فتوے کی تلوار چمکاتے پھرتے ہیں، لیکن جب اپنی یا اپنے بزرگوں کی شیخی مارنے کا موقع ہاتھ آتا ہے تو شرک کی تمام اصطلاحات بھول جاتے ہیں۔جس بات کو نبی اور ولی کے حق میں شرک اور کفر ٹھہراتے ہیں۔وہی بات اپنے پیشواؤں کے لیے کرامت اور کمال کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔

وہابی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب لاولد تھے، پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہ ہوئی تو بوڑھاپے میں ایک کم سن لڑکی سے شادی کی، مگر پھر بھی باپ بننے سے محروم ہی رہے۔تھانوی صاحب کی خالہ کو تھانوی صاحب کے یہاں اولاد پیدا ہونے کی بڑی خواہش اور حسرت تھی۔لہٰذا تھانوی صاحب کی خالہ صاحبہ نے تھانوی صاحب کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی صاحب سے اس امر کی شکایت کی اور گزارش کی کہ آپ دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اشرف علی کی خالی گود کو گوہر اولاد سے بھر دے۔اس واقعہ کو خود مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی محفل میں کئی مرتبہ بیان کیا ہے۔ایک حوالہ پیش خدمت ہے۔

☆ ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ اولاد کے ثمرات جو بھگتتے ہیں وہ جانتے ہیں۔حضرت حاجی صاحب نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ تمھاری خالہ تمھارے لیے اولاد کی دعا کرنے کو

کہتی تھی۔ میں نے کہہ دیا کہ میں دعا کروں گا لیکن میں تمھارے لیے اسی حالت کو پسند کرتا ہوں، جیسا کہ میں خود ہوں، یعنی بے اولاد۔ سامان سب کچھ ہوئے مگر چاہا ہوا بڑے میاں ہی کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ خاص معاملہ تھا، وہ کہاں ٹل سکتا تھا۔

حوالہ: (۱)الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ،المعروف بہ ملفوظات حکیم الامت، ناشر مکتبہ دانش، دیوبند، ۱۹۸۹ء جلد ۳، قسط ۴، ملفوظ ۷۰۷، اوپر صفحہ نمبر ۴۳۹، نیچے صفحہ نمبر ۱۰۳۔

(۲)الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ، المعروف بہ ملفوظات حکیم الامت، ناشر مکتبہ دانش، دیوبند، ۲۰۰۰ء، جلد ۶، ملفوظ نمبر ۲۹۱، ص ۲۱۹۔

اسی مفہوم کی عبارت الفاظ وجمل کی تبدیلی کے ساتھ (۱) اشرف السوانح جلد اول، ص ۱۸۸، (۲) حسن العزیز جلد ۱، ح ۳، قسط ۱۸، ملفوظ ۴۰۹، ص ۳۹ (۳) الافاضات الیومیہ، جلد ۱ قسط ۱، ملفوظ ۱۱۱، ص ۶۰ (۴) الافاضات الیومیہ جلد ۲، قسط ۵، ملفوظ ۹۳۵، ص ۵۲۳ پر بھی موجود ہے۔

قارئین کرام مندرجہ بالا عبارت کو ایک مرتبہ نہیں بلکہ چند مرتبہ پڑھیں اور ''سامان سب کچھ ہوئے مگر چاہا ہوا بڑے میاں ہی کا ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ خاص معاملہ تھا وہ کہاں ٹل سکتا تھا'' پر توجہ سے غور وفکر کریں۔

تھانوی صاحب کی خالہ نے تھانوی صاحب کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی سے درخواست کی کہ اشرف علی کے لیے اولاد کی دعا فرما دیں۔ حاجی صاحب نے تھانوی صاحب کی خالہ کا دل رکھنے کے لیے کہہ دیا کہ میں دعا کروں گا، لیکن حاجی صاحب نہیں چاہتے تھے کہ تھانوی صاحب باپ بنیں۔ بلکہ جس طرح حاجی صاحب بے اولاد تھے، اسی طرح تھانوی صاحب کو بھی بے اولاد دیکھنا چاہتے تھے۔ اور بقول تھانوی صاحب سامان سب کچھ ہوئے یعنی حصول اولاد کے لیے ہر ممکن کوشش کی گئی، علاج ومعالجہ کیے گئے، حکیموں اور ڈاکٹروں سے رابطہ کیا گیا بلکہ تھانوی صاحب نے اپنی بیگم صاحبہ کو لے کر ڈاکٹروں کو دکھانے کے لیے کانپور کا سفر بھی کیا۔ بیگم صاحبہ کا اعلی

سے اعلی علاج کرایا گیا۔ علاج و معالجہ میں کسی قسم کی کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی تاہم نتیجہ صفر ہی آیا۔ حالانکہ حکیموں اور ڈاکٹروں کے ذریعہ کیے گئے علاج معالجہ سے بظاہر یہ امید کی جانے لگی تھی کہ عنقریب بیگم تھانوی حاملہ ہو جائیں گی اور تھانوی صاحب کے گھر بھی پنگوڑہ بندھے گا لیکن ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔ کیوں؟

اس لیے کہ تھانوی صاحب کے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نہیں چاہتے تھے کہ تھانوی صاحب کے گھر اولاد پیدا ہو، بلکہ حاجی صاحب اپنی طرح تھانوی صاحب کو بھی بے اولاد دیکھنا چاہتے تھے۔ لہذا حصول اولاد کی تمام تدابیر ناکام ہوئیں اور بقول تھانوی صاحب چاہا ہوا بڑے میاں ہی کا ہوا۔ یعنی بڑے میاں پیرو مرشد حاجی امداد اللہ کا ہی چاہا ہو کر رہا اور تھانوی صاحب کے یہاں اولاد نہ ہوئی۔ اس جملہ میں ''میاں ہی'' کا استعمال کر کے تھانوی صاحب یقین کے ساتھ کہہ رہے ہیں کہ کسی اور کا نہیں، بلکہ حاجی صاحب کا ہی چاہا ہوا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' میں ''کفر اور شرک کی باتوں کا بیان'' عنوان کے تحت کفر اور شرک کی جن باتوں کا ذکر کیا ہے ان میں سے ایک ''یوں کہنا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا'' بھی ہے۔ اس میں صرف رسول کے چاہنے کا ذکر نہیں بلکہ خدا اور رسول دونوں کا ایک ساتھ ہے۔ یعنی خدا بھی چاہے اور رسول بھی چاہے۔ یہاں چاہنا خدا اور رسول کے درمیان مشترک ہے، اس کے باوجود بھی ایسا کہنے اور ایسا عقیدہ رکھنے کو شرک لکھا گیا ہے۔ لیکن اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا جب معاملہ آیا تو اب چاہنا منفرد ہو گیا، میاں ہی کا لکھ کر صاف اقرار کیا کہ صرف اور صرف حاجی صاحب کا ہی چاہا ہوا۔ یہاں اللہ تعالیٰ کا چاہنا بھی حذف کر دیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بڑے میاں یعنی حاجی صاحب کا ہی چاہا ہوا کیوں ہوا؟ خود تھانوی صاحب رقمطراز ہیں کہ

''اللہ تعالیٰ کا ان کے ساتھ خاص معاملہ تھا۔''

ذرا دیکھیے ! کیسی الٹی بات کہی جا رہی ہے۔ حاجی صاحب کا اللہ کے ساتھ خاص معاملہ تھا لکھنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کا حاجی صاحب کے ساتھ خاص معاملہ لکھا ہے۔ حاجی صاحب کو مرجع اور (معاذ اللہ) خدائے تعالیٰ کو راجع قرار دیا ہے۔ اس جملہ کی قباحت کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً:

☆ کسی عام شہری کی بادشاہ کے دربار میں رسائی ہونے کی وجہ سے اس کی ہر بات کو شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہو، تو اس مقبولیت کے تعلق سے یہی کہا جائے گا کہ فلاں صاحب کی بادشاہ سلامت تک رسائی ہے۔ یہ ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ بادشاہ کی فلاں صاحب تک رسائی ہے۔

☆ عام طور پر اللہ کے نیک بندوں یعنی بزرگان دین، اولیائے کرام کے لیے یہی کہا جاتا ہے کہ یہ بندے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول ہیں۔ یہ ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ان کی بارگاہ کا مقبول ہے۔

☆ زید مکان کی چھت پر کھڑا ہے، تو یہی کہا جائے گا کہ زید مکان کے اوپر ہے، یہ ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ مکان زید کے قدموں کے نیچے ہے۔

☆ بلکہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے لیے بھی یہی کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کی خدائے تعالیٰ تک رسائی ہے، یہ ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی انبیاء کرام کی بارگاہ میں رسائی ہے۔

لیکن اپنے پیر کی اندھی عقیدت میں تھانوی صاحب نے الٹی ہی بات لکھ ڈالی کہ اللہ تعالیٰ کا ان (حاجی صاحب) کے ساتھ خاص معاملہ تھا۔ اور اس خاص معاملہ کی بھی کوئی وضاحت اور اس خاص معاملہ پر کوئی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں۔ صرف تھانوی صاحب کے پیر ومرشد ہونے کی حیثیت ہی اللہ کے ساتھ خاص معاملہ کے لیے کافی ہے۔ پھر آگے چل کر اس خاص معاملہ کی اہمیت

جتاتے ہوئے لکھا ہے کہ ’’وہ کہاں ٹل سکتا تھا۔‘‘

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تھانوی صاحب بے اولاد رہے، اور اس کی وجہ صرف یہ رہی کہ تھانوی صاحب کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرید تھانوی صاحب کو بے اولاد رکھنا چاہتے تھے، ناچار حاجی صاحب جو چاہتے تھے وہی ہو کر رہا۔ حاجی صاحب کا چاہا ہوا کبھی بھی ٹل نہیں سکتا تھا۔

انصاف کا مطالبہ

انصاف پسند قارئین کرام انصاف فرمائیں!

☆ تقویۃ الایمان ص ۹۵ اور ص ۹۶ پر مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف لکھ دیا کہ ’’رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔‘‘

☆ بہشتی زیور ص ۳۵ ’’کفر اور شرک کی باتوں کا بیان‘‘ کے ضمن میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ ’’یوں کہنا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا‘‘

ان دونوں عبارتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ منافقین زمانہ کا عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، اور رسول کے چاہنے سے کچھ ہونے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ مطلب یہ ہے کہ منافقین زمانہ انبیاء کرام کو عاجز بندہ اور اپنے جیسا عام بشر مانتے ہیں۔ اور انبیاء کرام کے اختیارات اور تصرفات کا انکار کرتے ہیں۔

لیکن! جب اپنا اور اپنے پیشواؤں کا معاملہ در پیش ہوتا ہے تو ’’دروغ گو را حافظہ نہ باشد‘‘ یعنی جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا۔ والی مثال کا نمونہ بن کر جھوٹ بولتے ہیں، بعدہ اپنے بیان کی خود تردید کرتے ہیں۔ انبیاء کرام اور اولیاء عظام کے تعلق سے جن باتوں پر کفر اور شرک کا فتوی صادر کرتے ہیں وہی باتیں اگر اپنے پیشواؤں کے تعلق سے کہی جاتی ہیں۔ تو کفر اور شرک کے سارے فتوے یک لخت فراموش کر کے انھیں باتوں کو اپنے پیشواؤں کی کرامت اور کمال میں شمار کر کے اسے بڑے ہی فخر کے ساتھ اپنی کتابوں میں بیان کرتے ہیں۔

رسول کے چاہنے پر کفر اور شرک کا حکم لگانے والے مولوی اشرف علی تھانوی صاحب اپنے پیرو مرشد کے چاہنے کو اٹل کہہ رہے ہیں۔ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا کہنے والے اپنے پیرو مرشد کا یقین کے درجہ میں پورا ہونا اور ٹل نہیں سکنا کہہ کر متضاد عقیدہ ظاہر کر رہے ہیں۔ نبی اور رسول کے معاملہ میں جو عقیدہ رکھنا کفر اور شرک تھا۔ وہی اپنے پیرو مرشد کے حق میں شرک کے حکم سے خارج ہو کر عین ایمان ہو گیا۔

گفتگو کے اختتام پر ایک بات یاد رکھیں:

☆ منافقین زمانہ کا عقیدہ ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا مقدس کلام قرآن مجید شاہد عادل ہے کہ رسول کے چاہنے کو اللہ تعالیٰ ضرور پورا فرماتا ہے۔ خانہ کعبہ کا قبلہ مقرر ہونا رسول کے چاہنے ہی سے ہے۔

☆ منافقین زمانہ کے پیشوا مولوی اسماعیل دہلوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور رسول کے چاہنے سے کچھ ہو سکنے کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ مگر اپنے پیرو مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی نے بالکل وہی عقیدہ دہرایا ہے کہ ''حاجی امداد اللہ کا چاہا ہوا ضرور پورا ہوتا ہے اور حاجی صاحب جو چاہتے ہیں وہ ٹل نہیں سکتا۔

منافقین زمانہ کا مندرجہ بالا عقیدہ خلاف قرآن وسنت اور متضاد ہونا ہی ان کے باطل ہونے کا روشن ثبوت ہے۔

پھر بھی ہم قارئین کرام سے مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ منافقین زمانہ کے متضاد اعتقاد کو پھر ایک مرتبہ بنظر عمیق دیکھیں اور ٹھنڈے دل و دماغ سے غور وفکر فرمائیں۔ اور ایک مخلص مومن کی حیثیت سے انصاف سے فیصلہ دیں کہ

حق کیا ہے؟..........اور.......... باطل کیا ہے؟

التماس

☆ اس کتاب کے مباحث پڑھنے سے پہلے آپ اپنے ضمیر کا فیصلہ سننے کے لیے تیار ہو جائیے۔ آپ کو اللہ کا واسطہ کہ آپ فیصلہ دینے میں ہرگز کسی گروہ کی جانبداری نہیں کریں گے۔

☆ تعصب کی عینک نکال کر کھلے دل سے، اس کتاب کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ایمانداری سے بتائیے!

''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''

اگر یہ عقیدہ درست ہے؟

...............تو...............

''چاہا ہوا بڑے میاں ہی کا ہوا''

.... پر..............

ہمارا احتجاج بجا ہے یا نہیں؟

☆ ستم ظریفی کی حد ہے کہ پہلا عقیدہ تو کفر شرک ہے۔ کیوں کہ وہ رسول کی بابت ہے۔

☆ لیکن ! دوسرا عین ایمان ہے۔ کیونکہ اپنے گھر کے بزرگ کی عزت افزائی میں ہے۔

☆ متضاد اعتقاد و عمل کا اس سے حسین سنگم شاید ہی آپ نے کہیں دیکھا ہو!

(ہمدانی)